یہی ہے ہمارا ماڈرن زمانہ

فریدہ بیگم ریسرچ اسکالر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

آج کل کا زمانہ بھی کیا لاجواب بے مثال زمانہ ہے۔ کیونکہ یہ ہے ہی بہترین اکیسویں سالوں کی اکیسویں صدی اکالوں کی کم گوروں کی زیادہ میرا مطلب ہے انگریزوں کی انگریزی صدی کمپیوٹر سے لے کر لاپ ٹاپ انٹرنٹ سے لے کر وائی فائی، انسان کی بنیادی ضروریات کئی صدیاں گزرنے کے بعد بھی اس صدی تک روٹی ، کپڑا اور مکان تھیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ اس مہنگائی والے زمانے میں تین تیرہ نو اٹھارہ جا کر چوتھی بلا آڑی اور ہم سب پر بھاری یعنی اکیسویں ہزار سالوں میں ایک اور بنیادی ضروریات میں اضافہ ہوا اس سے آپ لوگ بھی انکار نہیں کر سکتے وہ ہے ایک ماڈرن یعنی سل فون۔۔۔ کیا امیر کیا غریب بزنس مین سے لے کر کسی عام انسان کے پاس اس کی اہمیت روز بروز بڑتی کیا ڈوڑتی ہی جارہی ہیں انسان اس دور میں ایسا سل فون کے پیچھے بھاگ رہا ہے جیسے مریض کے پیچھے کوئی ڈاکٹر۔

اس ماڈرن کے پیچھے ہر کوئی شخص کھویا کھویا اپنے آپ میں مگن سویا سویا، کبھی مسکراتا تو کبھی دل کو لبھاتا ظاہر ہونے نہیں دیتا کہ آخر ماجرا کیا ہے گویا سل فون ہی زندگی کی سب سے حسین خواہش ہوں۔

ہزاروں خواہش ایسی کہ ہر خواہش پے دم نکلے

یہ خواہش انسان کو اپنے وش میں کر کے گھوٹالے ہی گھوٹالے میں ڈال رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس ماڈرن کا ساتھ دینے کے لئے دو ہنسوں کا جوڑا JIO یعنی اچھے دن آئنگے والے حکومت کے دور میں واقع آ ہی گیا وہ دن 4G کے ساتھ انٹرنٹ فل پیک گیرنٹی دل کھول کر جیو کے نعرے دیتا ہوا ان لیمٹیڈ کے لئے آفر کو ختم کر کے بڑا دیا پانچ سو روپے کی گنتی تک اس کے بعد خدا ہی جانے کیا ہو گا آ گے۔ ہاں ہم کہہ رہے تھے ایک ماڈرن یعنی سل فون سب کو دھماکوں پر دھماکے دکھاتے ہوئے سب کو اپنی لپیٹ میں لے کر اپنے حسن سے جلوہ افروز کر رہا ہے۔ کسی کو ایک وقت کا کھانا نہ ملے تو بھی کوئی پرواہ نہیں لاپرواہی سے کام چلا لیتے ہیں اگر اتفاق سے بھی کسی شخص کے پاس سل فون نظروں سے بھی اوجھل ہو جائے تو سمجھو اس کا ہارٹ فیل یعنی

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے آخر اس درد کی دوا کیا ہے

اس ماڈرن نے تو دل تک کو نہیں چھوڑا تو دماغ، شکم، جگر، گردے وغیرہ وغیرہ کو گویا خاک چھوڑے گا۔

ٹیلی فون کو گراہم بیل نے آواز کو پکڑ پکڑ کر دھات کے تار کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے ایک انقلاب برپا کر دیا تھا اور اس کو بڑے پیار کے ساتھ ٹیلی فون کہہ کر نام رکھائی کی۔اسی نام رکھائی شکل وصورت میں آگے کی نسل نے خوب رنگ لایا جب سے لے کر اب تک اس انقلاب کے دلدل میں نوجوان سے لے کر بوڑھے تک جمپ پر جمپ مارتے گئے اور مارتے ہی جا رہے ہیں۔مگر اس جمپ کی چکر میں انسانی بیرونی اعضاء مریضوں میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں

یہ ہاتھ میں ہے ، ہاتھ مسلسل ہے کان پر
دورہ پڑا ہوا ہے بچاری زبان پر

ایک وہ زمانہ تھا جب ہمارے دادا پردادا چکرویوں سے فون پر نمبرات ڈائل کرتے تھے ایک یہ زمانہ ہے جس کو کہتے ہے ماڈرن یعنی اسمارٹ فون کا زمانہ، اتنا خوبصورت و نازک کے گویا میدان جنگ میں صنف نازک کو بھی مات دے دیں۔

پہلے زمانے میں لوگ ایک فلم یا فلمی سیریل دیکھنے کے لئے آٹھ دن گھڑی گن گن کر کاٹا کرتے ہوئے انتظار میں انتقال فرما جاتے مگر آج تو اس اسمارٹ فون میں گھڑیاں گنے کے ضرورت ہی باقی نہ رہی بلکہ پلک جھپکتے ہی ہر چیز جن کی طرح حاضر ہیولے ہیولے کرتے ہوئے پانچ منٹ کی دیر اولا کیا ب حاضر۔

اب تو ہر شخص کے ہاتھ میں اسمارٹ فون، آئینہ کی ضرورت ہی نہیں اور نہ ہی کوئی وائی لٹ کی لیپ اسٹیک لگاؤ، گال پر فونڈیشن تھوپو، آئی لینر، مسکارا، شیونگ، وغیرہ آئینہ کا کام سل فون ہی انجام دے رہا ہے۔اس کے علاوہ کانوں میں ہیڈ فون معصوم بچے کو لوری دینے کی طرح کام کر رہا ہے۔

اب وہ زمانہ ہی باقی نہ رہا جب آنگن کے کسی پیڑ پر کبوتر پھڑ پھڑا کر پیغام رسائی کا اشارہ دیتا تھا اور اس پھڑ پھڑانے کی آواز سن کر ساتھ وچھنوں پر وچھن نبھانے والی اہلیہ (پتنی) اپنے سرتاج کے ایک ہی پیغام کے لئے جو اس نے ایک ایک پل گویا دوزخ کی طرح کاٹی ہوں سن کر دہلیز کی چوکٹ سے اس طرح بھاگ کر آتی جیسے پیچھے ساس نے کیروسن اور ماچس کی تیلی ہاتھ میں لے رکھی ہوں۔اور آنگن میں کبوتر کو اپنے سینے سے لگا کر دانے ڈالتے ہوئے بڑے ناز و نخروں سے خون جگر سے سینچا ہوا خط پڑتی جو اس کی جدائی کا ثبوت بن کر ایک ایک لفظ گواہی دے رہا ہوں پھر اس پڑھے ہوئے خط کا جواب دیتے ہوئے شاید وہی گیت گاتی جو بھاگیا شری نے فلم ”میں نے پیار کیا“ میں گایا تھا۔

کبوتر بڑے ناز و نخروں سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو پیغام لے کر جب اس کے سرتاج کے پاس جاتا تو سرتاج اس خط کا جواب دیتے ہوئے کہتا کہ

تم میری زندگی ہوں تم میری بندگی ہوں

مگر آج کے شوہروں کے لئے بیویاں بندگی اور زندگی نہیں رہی۔ کیونکہ پہلے زمانے میں شوہر کو تا حیات ایک ہی بیوی سے کام چلانا پڑتا تھا۔ لیکن واہ رے اسمارٹ فون ایک تو بیوی اپنی جگہ اور دوسری بندیاں فیس بک، واٹسپ، آئی مو، ٹِیک ٹاک، وغیرہ وغیرہ کے جھرونکوں سے تانک جھانک کے شوہروں کو مصروف رہنے کا بہانہ دے دیتی ہیں۔ شوہر کرے بھی تو کیا فیس بک کی طرف سے نئی بندی مل جائے تو بہتر سمجھ لیتا ہے اور بیوی تو بیوی کیا اسپیشل بیوی بنتی ہے اپنے شوہر کو سر کا تاج چھوڑ کر اس کے وائی لٹ پر اپنے شاپنگ کا راج سمجھ لیتی ہیں۔ اور رہا کبوتر کا سوال جو ہر دن لوگرو کے کے چکروں میں پھنسا رہتا تھا اس نیو ماڈرن زمانے کی وجہ سے اس کی اہمیت گھٹتی گئی بچارہ معصوم پرندہ کرے بھی تو کیا کرے ایک ہی فیصلہ کیا کہ سٹی کالج یا چارمینار میں مکہ مسجد کے پاس قیام گاہ اختیار کرنا ہی اپنی بھلائی سمجھی اور ہر روز صبح گراہم بیل کو کوستا کہ بزرگ صاحب آپ نے تو اس دھرتی پر فون کی ایجاد کر کے میری دنیا۔ میرا بسا بسایا کاروبار اجاڑ دیا میں اس کا بدلہ میں حشر میں لونگا۔

پہلے زمانے میں لال خط سے لے کر رنگ برنگے خطوط موجود تھے۔ مگر آج کے اس الکٹرانک میڈیا نے ان سب کو مات دے دی اب تو اسکرین پر فیس بک سے لے کر ٹوئیٹر، آرکٹ سے لے کر اسکائیپ، آئی مو سے لیکر واٹسپ، جس مین کسی سے دوستی کرنا ہو تو بڑے شاندار انداز میں نام کی ماسبت سے فیس بک کو اوپن کیا تو فوراً تصویر کے ساتھ ریکویسٹ پر ریکویسٹ نوجوانوں کے کم بوڑھوں کے زیادہ ملیں گے۔

پہلے زمانے میں یار دوستوں کی محفلیں ہوٹلوں میں جمع کرتی تھیں لیکن آج کل شوشل میڈیا کے نام پر بس بٹن دبانے کی دیر ہے کہ دنیا آپ کی مٹھی میں انگوٹھا یا ٹھینگا دیکھانا پہلے معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن آج اس ٹھینگے میرا مطلب ہے انگوٹھے کی ایک جنبش بھی سل فون پر پڑتے ہی سارا زمانہ آپ کی نظروں میں سمجھا جاتا ہے نا چائے پانی کا خرچہ نہ تیار ہونے کی ضروریات اور نا ہی سفر خرچ۔ یہ ہے ہمارا ماڈرن پے ماڈرن زمانہ یعنی ماڈرن زمانہ۔